قرآن و حدیث کی روشنی میں
بدمذہبوں سے رشتے
حضرت علامہ مولانا
مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ
مرکزی مجلس رضا
MARKAZI MAJLIS-E-REZA

قرآن و حدیث کی روشنی

بدمذہبوں سے رشتے

تصنیف

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی

رحمہ اللہ القوی

مرکزی مجلس رضا، لاہور

اَللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَا نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَا

بیاد: مجدد ِمائۃ حاضرہ الشاہ امام محمد احمد رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمہ

سلسلہ اشاعت نمبر 11

نام کتاب .... بدمذہبوں سے رشتے

مصنف .... مفتی جلال الدین احمد امجدی

صفحات ۴۰

اشاعت ۲۰۱۴ء

کمپوزنگ .... **ورڈز میکر**

ناشر .... مرکزی مجلس رضا، لاہور

ہدیہ .... 40 روپے

ملنے کا پتا

مرکزی مجلس رضا

8/C دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور

19/B جاوید پارک، شاد باغ، لاہور

فہرست مضامین

انتساب

ان تمام مسلمانوں کے نام جو اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام و بزرگانِ دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے سچی محبت رکھتے ہیں اور ان کے دشمنوں بدمذہبوں اور مرتدوں کے یہاں شادی بیاہ کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔

جلال الدین احمد امجدی

نگاہ اوّلیں

آج کل بہت سے گمراہ و بدمذہب اہلسنّت و جماعت سے میل جول کرکے ان کے یہاں شادی بیاہ کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرتے ہیں تاکہ ان کو آسانی کے ساتھ اپنا ہم عقیدہ بناسکیں اور عوام اہلسنّت اپنی بیوقوفی سے ان کے یہاں رشتے کرلیتے ہیں۔ اور اس طرح تھوڑے ہی دنوں میں وہ گمراہ و بدمذہب ہوکر اللہ و رسول اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و بزرگان دین کی بارگاہ کے گستاخ و بے ادب ہوجاتے ہیں۔

لہٰذا گمراہوں، بدمذہبوں اور مرتدوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور ان کے یہاں شادی بیاہ کرنے کے بارے میں قرآن و حدیث کا حکم اہلسنّت و جماعت کو بتانے کی غرض سے یہ رسالہ لکھ دیا تاکہ وہ ان سے دور رہیں اور ان کے یہاں رشتہ کرکے اپنے ایمان کو خطرہ میں نہ ڈالیں۔

دعا ہے کہ خدائے عزوجل اہلسنّت و جماعت کیلئے اس رسالہ کو مشعل راہ بنائے اور ان کو انبیائے کرام، صحابۂ عظام اور بزرگان دین کے دشمنوں سے ہر طرح دور رہنے کی توفیق رفیق بخشے، آمین

جلال الدین احمد امجدی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
لَكَ الْحَمْدُ يَا اَللّٰهُ
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

انسان کی دوقسمیں ہیں: مسلمان اور کافر۔ پھر کافر کی بھی دوقسمیں ہیں کافر اصلی اور کافر مرتد۔ کافر اصلی وہ کافر ہے جو شروع ہی سے کلمہ اسلام کو نہ مانتا ہو جیسے دہریہ، مجوسی، مشرک اور یہود ونصاریٰ وغیرہ۔

اور کافر مرتد کی بھی دوقسمیں ہیں: مرتد مجاہر اور مرتد منافق۔ مرتد مجاہر وہ کافر ہے کہ جو پہلے مسلمان تھا پھر کھلم کھلا اسلام سے پھر گیا اور کلمہ:
لَآاِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کا انکار کر کے دہریہ، مشرک، مجوسی یا کتابی وغیرہ کچھ بھی ہو گیا۔

اور مرتد منافق وہ کافر ہے جو کلمہ لَآاِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے مگر خداوند قدوس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا ہے یا دیگر ضروریاتِ دین میں سے کسی بات کا انکار کرتا ہے۔ کافروں میں سب سے بُرا یہی مرتد منافق ہے کہ مسلمان بن کر کفر سکھاتا ہے اور اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے۔ اَلْعَیَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی۔

اور مسلمان کی بھی دوقسمیں ہیں۔ صحیح مسلمان اور گمراہ...... صحیح مسلمان وہ ہے جو ضروریاتِ دین کو تسلیم کرنے کے ساتھ تمام ضروریات اہلسنّت کو بھی مانتا ہو اور گمراہ مسلمان وہ بدمذہب ہے جو ضروریاتِ اہلسنّت میں سے کسی بات کا انکار کرتا ہو مگر اس کی بدمذہبی حد کفر کو نہ پہنچی ہو۔

بدمذہب اور احادیثِ کریمہ

وہ مسلمان جو بدمذہب ہیں ان کے بارے میں رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم جاننے کیلئے مندرجہ ذیل حدیثیں پڑھیں۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا رَاَیْتُمْ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَاکْفَھِرُّوْا فِیْ وَجْھِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ یَبْغُضُ کُلَّ مُبْتَدِعٍ ۔

جب تم کسی بدمذہب کو دیکھو تو اس کے سامنے ترش روئی سے پیش آؤ۔ اس لئے کہ خدائے تعالیٰ ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے۔ (ابن عساکر)

(۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَایَقْبَلُ اللّٰہُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا وَّ لَاصَلاَۃً وَّ لَا صَدَقَةً وَّلَا حَجًّاوَّلَا عُمْرَةً وَّلَا جِھَادًا وَلَا صَرْفًاوَّ لَا عَدْلاً ۔ یَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ کَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِیْنِ ۔

خدائے تعالیٰ کسی بدمذہب کا نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز، نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ عمرہ، نہ جہاد اور نہ کوئی نفل نہ فرض۔ بدمذہب دین اسلام سے ایسا نکل جاتا ہے جیسا کہ گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

(۳) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

اَھْلُ الْبِدْعِ کِلَابُ اَھْلِ النَّارِ

بدمذہب دوزخ والوں کے کتے ہیں۔ (دارقطنی)

(۴) حضرت ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی هَدَمِ الْاِسْلَامِ

جس نے کسی بدمذہب کی عزت کی تو اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی۔

(مشکوٰۃ شریف)

بدمذہب کی تعظیم سے اسلام کے ڈھانے پر مدد کیسے ہو جائے گی؟

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

درتوقیرِ وے استخفاف واستہانت سنت ست وایں می کشد بومیراں کردن بنائے اسلام

(اشعۃ اللمعات جلد ۱ ص ۱۴۷)

بدمذہب کی عزت کرنے میں سنت کی حقارت اور ذلت ہے اور سنت کی حقارت اسلام کی بنیاد ڈھانے تک پہنچا دیتی ہے۔

(۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا:

اِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وَاِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ وَاِنْ لَقِيْتُمُوْهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَيْهِمْ وَلَا تُجَالِسُوْهُمْ وَلَا تُشَارِبُوْهُمْ وَلَا تُوَاكِلُوْهُمْ وَلَا تُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَيْهِمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَهُمْ .

بدمذہب اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو۔ اگر مر جائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو۔ ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو۔ ان کے پاس نہ بیٹھو ان کے ساتھ پانی نہ پیو، ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو۔ ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ (مسلم شریف)

نوٹ: اس حدیث شریف کو ابوداؤد نے حضرت ابن عمر سے اور ابن ماجہ نے حضرت جابر سے اور عقیل و ابن حبان نے حضرت انس سے روایت کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

خلاصۂ احادیث

ان تمام حدیثوں کا خلاصہ یہ ہوا کہ سارے مسلمانوں میں بدمذہب سب سے زیادہ بُرے ہیں۔ ان سے خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آنا جائز نہیں کہ خدائے تعالیٰ ان کو دشمن رکھتا ہے اور ان کی کوئی عبادت نہیں قبول فرماتا ہے چاہے فرض ہو یا نفل۔ وہ جہنمیوں کے کتے ہیں۔ ان کی عزت کرنا مذہب اسلام کے ڈھانے پر مدد کرنا ہے۔

ان کا ہر طرح سے اسلامی بائیکاٹ کیا جائے گا یعنی ان سے کسی قسم کا مذہبی تعلق رکھنا جائز نہیں۔ ان سے سلام کرنا اور ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا جائز نہیں اور ان کے یہاں شادی بیاہ کرنا جائز نہیں۔

سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ تمام حکم ان لوگوں کے بارے میں ہے کہ جو بدمذہب تو ہیں مگر ان کی بدمذہبی حد کفر کو نہیں پہنچی ہے۔ رہے وہ لوگ جو کہ مرتد ہیں تو ان کے بارے میں شریعت اسلامیہ کا حکم بہت سخت ہے۔

مرتد کا حکم

وہ مرتد کہ جو کھلم کھلا اسلام سے پھر گیا اور کلمہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کا انکار کر دیا اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ حاکم اسلام اسے تین دن قید میں رکھے پھر اگر وہ توبہ کر کے مسلمان ہو جائے فبہا ورنہ اسے قتل کر دے۔ (درمختار مع شامی جلد ۳ ص ۲۸۶)

اور وہ لوگ جو کہ اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے ہیں اور ہماری طرح نماز و روزہ

بھی کرتے ہیں مگر اللہ کے محبوب پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یا کسی دوسرے نبی کی توہین کر کے مرتد ہو گئے تو وہ چاہے سنی بریلوی کہے جاتے ہوں یا وہابی دیوبندی بادشاہ اسلام ان کی توبہ نہیں قبول کرے گا یعنی انہیں قتل کر دے گا۔

فقیہ اعظم ہند مرشدی حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

> مرتد اگر ارتداد سے توبہ کر لے تو اس کی توبہ مقبول ہے مگر بعض مرتد مثلاً کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا کہ اس کی توبہ مقبول نہیں۔ توبہ قبول کرنے سے مراد یہ ہے کہ توبہ کرنے کے بعد بادشاہ اسلام اسے قتل نہ کرے گا۔ (بہار شریعت ج ۹ ص ۱۲۷)

لیکن نبی کے گستاخ کو قتل کرنا چونکہ بادشاہ اسلام کا کام ہے اور یہ ہمارے یہاں ممکن نہیں تو اب موجودہ صورت میں مسلمان پر لازم ہے کہ ایسے لوگوں کا مذہبی بائیکاٹ کریں۔ ان کا ذبیحہ نہ کھائیں، ان کے یہاں شادی بیاہ نہ کریں، ان کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ مسلمانوں کے قبرستان میں انہیں دفن کرنے دیں۔

خلقِ عظیم

اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں بدمذہبوں اور مرتدوں کا مذہبی بائیکاٹ کرنا، ان سے دور رہنا، ان کے یہاں شادی بیاہ نہ کرنا اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آنا بداخلاقی نہیں ہے۔ بلکہ خلقِ عظیم سے ہے کہ خداوند قدوس اور اس کے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو یہی حکم فرمایا ہے اور ہمارے بزرگوں نے ہم کو یہی سبق دیا ہے کہ بدمذہبوں اور مرتدوں سے دور رہو۔ ان کے یہاں رشتہ ناطہ کرنا تو بڑی بات ہے ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بھی گوارہ نہ کرو۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ○

اور اگر شیطان تم کو بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے پاس نہ بیٹھو۔ (پ ۷ ع ۱۴)

اور خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَرْكَنُوْآ اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ .

اور ظالموں کی طرف مائل نہ ہو کہ تمہیں جہنم کی آگ چھوئے گی۔ (پ ۱۲ ع ۱۰)

اور بدمذہبوں کے بارے میں نبی کریم صاحب خلقِ عظیم علیہ التحیۃ والتسلیم کی پانچ حدیثیں آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔ اس مقام پر مسلم شریف کی ایک حدیث اور پڑھیں۔ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِیَّاكُمْ وَاِیَّاهُمْ لَا یُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا یُفْتِنُوْنَكُمْ

ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں، وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

اور امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

۱- حق سبحانہ وتعالیٰ حبیب خود را، علیہ الصلاۃ والتحیۃ می فرماید وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ پس پیغمبر خود را کہ موصوف بخلقِ عظیم ست درغلظت برایشاں امر فرمود۔ معلوم شد کہ غلظت بایشاں داخل خلقِ عظیم ست۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا کہ کفر والوں پر سختی کرو۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کہ خلقِ عظیم سے موصوف ہیں ان کو سختی کرنے کے حکم فرمانے سے معلوم ہوا کہ کفر والوں کے ساتھ شدت سے پیش آنا خلقِ عظیم میں داخل ہے۔

۲- دررنگ سگاں ایشاں را دور بایدداشت ...... دوستی و الفت بادشمنان خدا منجر بدشمنی خدائے عزوجل ودشمنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می شود شخصے گمان می کند کہ اواز اہل اسلام است وتصدیق وایمان باللہ و رسولہ دارد۔ امانمی داند کہ ایں قسم اعمال شنیعہ دولت اسلام اوراپاک وصاف می برد نعوذباللّٰہ (مکتوب ۱۶۳)

خدا کے دشمنوں کو کتے کی طرح دور رکھا جائے اور ان کے ساتھ دوستی ومحبت اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دشمنی تک پہنچادیتی ہے (کلمہ ونماز کے سبب) آدمی گمان کرتا ہے کہ وہ مسلمان ہے اللہ ورسول پر ایمان رکھتا ہے (اس لئے ان سے دوستی اوررشتہ کرتا ہے) لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ اس طرح کی بے ہودہ حرکتیں اس کے اسلام کو برباد کردیتی ہیں۔

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں:

> امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد اقدس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نماز مغرب کے بعد کسی مسافر کو بھوکا پایا۔ اپنے ساتھ کاشانۂ اقدس خلافت میں لے آئے۔ اس کیلئے کھانا منگایا۔ جب وہ کھانا کھانے بیٹھا کوئی بات بدمذہبی کی اس سے ظاہر ہوئی۔ فوراً حکم ہوا کھانا اٹھالیا جائے اور اسے باہر نکال دیا جائے۔ سامنے سے کھانا اٹھوالیا اور اسے نکلوادیا۔

(الملفوظ ج۱ ص۹۴)

بدمذہبوں اور مرتدوں سے دور رہنے اور ان کو اپنے سے دور رکھنے کا حکم اس لئے ہے کہ ان سے میل جول رکھنے اور ان کے پاس اٹھنے بیٹھنے پر کفر کا قوی اندیشہ ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف آخر صفحہ ۳۱۱ میں ہے:

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح الصدور میں فرماتے ہیں کہ ایک شخص رافضیوں کے پاس بیٹھا کرتا تھا اس کے مرتے وقت لوگوں نے اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کی۔ اس نے کہا نہیں کہا جاتا، پوچھا کیوں؟ کہا یہ دو شخص کھڑے ہیں یہ کہتے ہیں تو ان کے پاس بیٹھا کرتا تھا جو ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہتے تھے۔ اب چاہتا ہے کلمہ پڑھ کر اٹھے نہ پڑھنے دیں گے۔

جب صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے برا کہنے والوں کے پاس بیٹھنے والوں کی یہ حالت ہے تو جو لوگ اللہ جل وعلا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برا کہتے ہیں، ان کی تنقیص شان کرتے ہیں اور انہیں طرح طرح کے عیب لگاتے ہیں۔ ان کے پاس بیٹھنے والوں کو کلمہ نصیب ہونا اور بھی دشوار ہے۔

اور جب ایسے لوگوں کے پاس بیٹھنے والوں کو کلمہ نصیب ہونا دشوار ہے تو جو لوگ کہ ان کے یہاں رشتہ داری کر کے دوستی و محبت کا قلعہ قائم کرتے ہیں ان کو کلمہ نصیب ہونا اور زیادہ دشوار ہے خدائے عزوجل ایسے لوگوں کو ایمان کی محبت عطا فرمائے، آمین۔

غلط فہمی اور اُس کا اِزالہ

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جو شخص مسلمان کے گھر پیدا ہوا اور اس کا نام مسلمانوں کی طرح ہے تو وہ چاہے جیسا عقیدہ رکھے اور اللہ و رسول کی شان میں جو چاہے بکے سچا پکا مسلمان ہی رہے گا بدمذہب و گمراہ اور کافر و مرتد نہیں ہوگا تو یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے۔

ابن جریر، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ کچھ لوگ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا لفظ بولے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے مطالبہ فرمایا تو ان لوگوں نے قسم کھائی کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہیں کہا ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ (پ۱۰ع۱۶)

اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہیں کہا اور بے شک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آنے کے بعد کافر ہو گئے۔

دیکھئے! اللہ تعالیٰ نے کھلم کھلا فرمایا وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ۔ یعنی وہ لوگ مسلمان تھے، کلمہ پڑھنے والے تھے اور نماز و روزہ کرنے والے تھے مگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا لفظ بولنے کے سبب کافر ہو گئے مسلمان نہیں رہ گئے۔

اور ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد خاص حضرت امام مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کی گم شدہ اونٹنی کے بارے میں فرمایا کہ وہ فلاں جنگل میں ہے۔ اس پر ایک شخص نے کہا ان کو غیب کی کیا خبر؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص کو بلا کر دریافت فرمایا تو اس نے کہا ہم تو ایسے ہی ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ○ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ (پ۱۰ع۱۴)

اور اگر تم ان سے پوچھو تو بیشک وہ ضرور کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرما دو کیا اللہ، اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے؟ بہانے نہ بناؤ۔ اپنے ایمان کے بعد تم کافر ہو گئے۔

اس آیت کریمہ میں بھی واضح طور پر فرمایا گیا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ یعنی کفر کا کلمہ زبان سے نکالنے کے سبب مومن ہونے کے بعد کافر ہو گئے۔

لہٰذا یہ سمجھنا بہت بڑی جہالت ہے کہ مسلمان اللہ و رسول کی توہین کرے تو بھی وہ مسلمان ہی رہے گا کافر نہیں ہوگا۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال فرمانے پر کچھ لوگوں نے کہا ہم کلمہ و نماز پڑھیں گے اور سب کچھ کریں گے مگر زکوٰۃ نہیں دیں گے یعنی زکوٰۃ کی فرضیت کا اعتقاد جو ضروریات دین میں سے ہے۔ اس کا انکار کر دیا تو کلمہ و نماز پڑھنا انہیں کچھ کام نہ آیا اور وہ مرتد ہو گئے جیسا کہ محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان نے تحریر فرمایا:

اصحاب مسیلمہ ومانعی الزکاۃ براہ ارتداد رفتند

مسیلمہ کے ساتھی اور مانعین زکوٰۃ مرتد ہوئے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱ ص ۸۳)

اور اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کا اعتقاد اہم ضروریات دین میں سے ہے۔ لہٰذا جو لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و بے ادبی کر کے ان کی عظمت کا انکار کر رہے ہیں وہ بدرجہ اولیٰ مرتد ہیں۔ کلمہ اور نماز انہیں مرتد ہونے سے نہیں بچا سکے گا۔

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ذوالخویصرہ نام کا ایک شخص جو قبیلہ بنی تمیم کا رہنے والا تھا آیا اور کہا اے اللہ کے رسول! انصاف سے کام لو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تیری جسارت پر افسوس۔ میں ہی انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرنے والا ہے۔ اگر میں انصاف نہ کرتا تو' تو خائب و خاسر ہو چکا

ہوتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

دَعْهُ فَاِنَّ لَهُ اَصْحَابًا يَحْقِرُ اَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ لَايُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ .

(بخاری شریف، ج ا ص ۵۰۹)

اسے چھوڑ دو۔ اس کے بہت ساتھی ہیں جن کی نمازوں اور روزوں کو دیکھ کر تم اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نہیں اترے گا (ان ظاہری خوبیوں کے باوجود) وہ دین سے ایسے نکلے ہوں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

اور حضرت ابوسعید خدری وانس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

سَيَكُوْنُ فِىْ اُمَّتِىْ اِخْتِلَافٌ وَّفِرْقَةٌ قَوْمٌ يُّحْسِنُوْنَ الْقِيْلَ وَيُسِيْئُوْنَ الْفِعْلَ يَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ لَايُجَاوِزُ تَرَقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ .

(مشکوٰۃ شریف ص ۳۰۸)

عنقریب میری امت میں اختلاف و افتراق واقع ہوگا۔ ایک گروہ نکلے گا جو اچھی باتیں کرے گا لیکن کردار گمراہ کن اور خراب ہوگا۔ وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

ان احادیث کریمہ سے بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جن کی نماز اور روزوں کے سامنے مسلمان

اپنی نماز اور روزوں کو حقیر سمجھیں گے۔ وہ لوگ قرآن بھی پڑھیں گے مگر اس کے باوجود دین سے نکلے ہوئے ہوں گے۔ جب وہ ضروریات اہلسنّت یا ضروریات دین میں سے کسی بات کا انکار کریں گے تو نماز و روزہ اور قرآن کا پڑھنا انہیں بد مذہب اور مرتد ہونے سے نہیں بچا سکے گا۔

مرتدوں سے رشتے

اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیاء کرام و بزرگان دین کی شان میں گستاخی کرنے والا مرتد اہلسنّت و جماعت کے یہاں شادی بیاہ کرنے کی زیادہ کوشش کرتا ہے۔ اس لئے کہ اس طرح وہ اپنے رشتہ دار کو بے دین بنانے میں آسانی کے ساتھ کامیاب ہو جاتا ہے اور نام نہاد سنی اللہ و رسول اور بزرگانِ دین کی محبت کا جھوٹا دعویدار ان کے دشمنوں کے یہاں رشتہ کر لیتا ہے حالانکہ ان کے ساتھ شادی کرنا زنا کاری کا دروازہ کھولنا ہے۔ اس لئے کہ مرتد کے ساتھ نکاح جائز ہی نہیں ہوتا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص ۲۶۳ میں ہے:

لَایَجُوْزُ لِلْمُرْتَدِّ اَنْ یَّتَزَوَّجَ مُرْتَدَّةً وَّلَا مُسْلِمَةً وَّلَا کَافِرَةً اَصْلِیَّةً وَکَذٰلِکَ لَایَجُوْزُ نِکَاحُ الْمُرْتَدَّةِ مَعَ اَحَدٍ کَذَا فِی الْمَبْسُوْطِ۔

مرتد کا نکاح مرتدہ، مسلمہ اور کافرہ اصلیہ کسی سے جائز نہیں۔ ایسے ہی مرتدہ کا نکاح کسی سے نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح امام محمد علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب مبسوط میں ہے۔

حیرت ہے کہ سنی اپنے باپ دادا کے دشمنوں سے رشتہ نہیں کرتا مگر اللہ و رسول اور بزرگان دین کے دشمنوں کے یہاں شادی بیاہ کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں محسوس کرتا اور جب ان کے یہاں رشتہ کرنے سے منع کیا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ ان کے یہاں شادی کرنے سے روکا جائے۔

ایسے لوگ جب اور ترقی کریں گے تو ہندوؤں کے یہاں رشتہ کرنے سے بھی ان کو کوئی اعتراض نہ ہوگا جیسا کہ آج کل بعض نام نہاد ترقی یافتہ مسلمان غیر مسلموں کے یہاں شادی کرنے لگے ہیں۔

اور پھر ایسے لوگ جب اور بھی زیادہ ترقی کر جائیں گے تو اپنی بہن بیٹی کو بھی بیوی بنا کر رکھ لینے میں ان کو کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی اور جب منع کیا جائے گا تو یہی کہیں گے کہ اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ جیسا کہ بعض ترقی یافتہ ممالک کے لوگ بہن اور بیٹی کو بیوی بنا کر رکھنے لگے ہیں۔ اَلْعَیَاذُ بِااللّٰہِ تَعَالٰی۔

بعض جاہل گنوار کہتے ہیں کہ لڑکی لانے میں کوئی حرج نہیں البتہ ان کو لڑکی دینا غلط ہے حالانکہ لڑکی ہو یا لڑکا کسی کا رشتہ ان سے کرنا جائز نہیں جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری کے حوالہ سے ابھی گزرا۔

اور پھر لڑکی دینے میں تو صرف ایک فرد کو مرتد کے حوالہ کرنا ہے اور مرتد کی لڑکی لانے میں اپنے لڑکے اور اس کی اولاد کو ارتداد کے راستے پر کھڑا کرنا ہے اس لئے کہ اکثر یہی ہوتا ہے کہ جس سنی لڑکے کی بیوی مرتد کے یہاں سے لائی گئی کچھ دنوں کے بعد وہ بہکی بہکی باتیں کرنے لگتا ہے اور اس کی اولاد نانی نانا کا اثر قبول کر لیتی ہے۔ مرتد کا مرداری ذبیحہ کھاتی ہے، انہیں کا طور وطریقہ اختیار کرتی ہے یہاں تک کہ کچھ دنوں بعد وہ وقت آجاتا ہے کہ پورا گھر بے دین ہو جاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ مرتد کی لڑکی لانا ان کو لڑکی دینے سے زیادہ خطرناک ہے کہ اس طرح سنیت کو زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔

شیطانی فریب

جب کوئی نام نہاد سنی کسی مرتد کے یہاں رشتہ کرنا چاہتا ہے تو دنیادار مولوی شیطانی فریب سے کام لیتا ہے یعنی توبہ کرا کے نکاح پڑھا دیتا ہے اور پیسے لے کر اپنا

راستہ پکڑتا ہے اور توبہ کرنے والا مرتد بدستور سابق اپنے پرانے طریقے پر رہتا ہے۔

توبہ کے بعد نکاح کا مسئلہ

اسی لئے شریعت مطہرہ کا یہ حکم ہے کہ توبہ کے بعد فوراً اس کے ساتھ نکاح نہیں کیا جائے گا بلکہ کچھ دنوں اسے دیکھا جائے گا کہ اپنی توبہ پر وہ قائم ہے یا نہیں۔ جیسے کوئی فاسق معلن توبہ کرلے تو فوراً اسے امام نہیں بنادیا جائے گا فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۲۱۳ میں ہے کہ فتاویٰ قاضی خان پھر فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

اَلْفَاسِقُ اِذَا تَابَ لَایُقْبَلُ شَهَادَتُهٗ مَالَمْ یَمْضِ عَلَیْهِ زَمَانٌ یَظْهَرُ عَلَیْهِ اَثَرُ التَّوْبَةِ ۔	فاسق توبہ کرلے تب بھی اس کی گواہی نہیں قبول کی جائے گی جب تک کہ اتنا وقت نہ گزر جائے کہ اس پر توبہ کا اثر ظاہر ہو۔

اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

امیر المومنین غیظ المنافقین امام العادلین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب صُبیغ سے جس پر بوجہ بحث متشابہات بدمذہبی کا اندیشہ تھا بعد ضرب شدید توبہ لی۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمان بھیجا کہ مسلمان اس کے پاس نہ بیٹھیں، اس کے ساتھ خرید وفروخت نہ کریں، بیمار پڑے تو اس کی عیادت کو نہ جائیں اور مرجائے تو اس کے جنازہ پر حاضر نہ ہوں۔

بہ تعمیل حکم احکم ایک مدت تک یہ حال رہا کہ اگر سو آدمی بیٹھے ہوتے اور وہ آتا سب متفرق (تتر بتر) ہوجاتے۔ جب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرضی بھیجی کہ اب اس کا حال اچھا ہوگیا اس وقت اجازت فرمائی۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۲۱۳)

---

[۱] اعلیٰ حضرت نے اس واقعہ کے ثبوت میں پانچ حدیثوں کو نقل فرمایا ہے۔

دیکھئے! صُبیغ صرف آیاتِ متشابہات یعنی الٓمٓ و حٰمٓ اور وَجْهُ اللّٰهِ وَيَدُاللّٰهِ کے مثل میں بحث کیا کرتا تھا وہ مرتد نہیں تھا بلکہ اس پر صرف بدمذہبی کا اندیشہ تھا مگر اس کے باوجود حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توبہ کے بعد بھی اس کا سخت بائیکاٹ کیا جب تک کہ اطمینان نہیں ہوگیا۔

لہٰذا مرتد اور بدمذہب کو توبہ کرانے کے بعد بدرجہ اولیٰ کئی برس تک دیکھا جائے گا۔ جب اس کی بات چیت اور طور وطریقہ سے خوب اطمینان ہو جائے کہ وہ اہلسنّت و جماعت کا آدمی ہوگیا تب اس کے ساتھ نکاح کیا جائے گا ورنہ نہیں۔ لہٰذا جو شخص مرتد یا مرتدہ کو توبہ کرانے کے بعد فوراً ان کے ساتھ اپنے لڑکا لڑکی کا عقد کرے اور جو مولوی ایسا نکاح پڑھے' مسلمانوں کو چاہئے کہ ان دونوں کا مذہبی بائیکاٹ کریں اور ایسے دنیادار مولوی کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔

بدمذہب اور مرتد کون؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَاْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَالَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاءُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَايُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يُفْتِنُوْنَكُمْ

(مسلم، مشکوٰۃ ص ۲۸)

آخری زمانہ میں کچھ لوگ فریب دینے والے اور جھوٹ بولنے والے ہوں گے۔ وہ تمہارے سامنے ایسی باتیں لائیں گے جن کو نہ تم نے کبھی سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا نے۔ تو ایسے لوگوں سے بچو اور انہیں اپنے قریب نہ آنے دو تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور نہ فتنہ میں ڈالیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث شریف کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

یعنی جماعہ باشند کر خودرا بمکر وتلبیس درصورت علماو مشائخ وصلحا از اہل نصیحت وصلاح نمایند تا دروغہائے خودرا ترویج دہند ومردم رابمذہب باطلہ وآرائے فاسدہ بخوانند۔	یعنی بہت لوگ ہوں گے جومکاری وفریب سے علماء، مشائخ اور صلحابن کر اپنے کو مسلمانوں کا خیرخواہ اور مصلح ظاہر کریں گے تاکہ اپنی جھوٹی باتیں پھیلائیں اور لوگوں کو اپنے باطل عقیدوں اور فاسد خیالوں کی طرف بلائیں۔

اس حدیث شریف سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں جن دجالوں اور کذابوں کے پیدا ہونے کی خبر دی تھی موجودہ زمانہ میں ان کے مختلف گروہ پائے جاتے ہیں جو مسلمانوں کے سامنے ایسی باتیں بیان کرتے ہیں کہ ان کے باپ دادا نے کبھی نہیں سنا ہے۔ یہی لوگ بدمذہب اور مرتد ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

چکڑالوی:

یہ گروہ اپنے آپ کو اہل قرآن کہتا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صرف ایلچی ہیں اور بس۔ کھلا کھلم ساری حدیثوں کا انکار کرتا ہے یعنی اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کو نہیں تسلیم کرتا۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کو ہمارے باپ دادا نے کبھی نہیں سنا تھا بلکہ ان کو خدائے تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ	اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی فرمانبرداری کرو۔ (پ۵ ع۵)

قادیانی:

یہ لوگ مرزا غلام احمد کو مہدی، نبی اور رسول مانتے ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دوسرے نبی کا پیدا ہونا جائز ٹھہراتے ہیں۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کو ہمارے آباؤ اجداد نے کبھی نہیں سنا تھا۔ خداوند قدوس نے ان سے یہ فرمایا تھا:

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط — محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں اور لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ (پ۲۲ع۲)

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں بتایا تھا:

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ ۔ — میں خاتم الانبیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوگا۔ (مشکوۃ شریف ص ۴۶۵)

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نبیوں کی پیدائش کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ آپ نے باب نبوت پر مہر لگادی۔ اب آپ کے بعد کوئی نبی ہرگز نہیں پیدا ہوگا۔

رافضی:

یہ گروہ اپنے آپ کو شیعہ کہتا ہے یہ لوگ افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور بہت سے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو برا بھلا کہتے ہیں اور ان کو کھلم کھلا گالیاں دیتے ہیں' یہ وہ باتیں ہیں جن کو ہمارے باپ دادا نے کبھی نہیں سنا تھا ان کو قرآن کریم نے یہ بتایا تھا۔

وَکُلًّا وَّعَدَاللّٰہُ الْحُسْنٰی (پ۲۷ع۱۷) — خدائے تعالیٰ نے سارے صحابہ سے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے (یعنی جنت کا)۔

اورقرآن کریم نے ان سے یہ ارشادفرمایا تھا:

رَّضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ وَاَعَدَّ لَھُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ تَحۡتَھَا الۡاَنۡھٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡھَآ اَبَدًا ط ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُo (پ۱۱ع۱)

اللہ تعالیٰ صحابہ کرام سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے ان کیلئے ایسے باغات تیار کرر کھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ لوگ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

اورسرکاراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو یہ حکم دیا تھا

اَکۡرِمُوۡا اَصۡحَابِیۡ فَاِنَّھُمۡ خِیَارُکُمۡ ۔ (مشکوٰۃ شریف ۵۵۴)

میرے صحابہ کی عزت کرواس لئے کہ وہ تم سب سے بہتر ہیں۔

اورحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے یہ ارشادفرمایا تھا

اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیۡ اَصۡحَابِیۡ لَاتَتَّخِذُوۡھُمۡ غَرَضًا بَعۡدِیۡ (ترمذی۔مشکوٰۃ ص۵۵۴)

میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ میرے بعدانہیں نشانہ اعتراض نہ بنانا۔

اورنبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں یہ حکم فرمایا تھا:

لَاتَسُبُّوۡا اَصۡحَابِیۡ ۔

میرے صحابہ کوگالی نہ دو۔

(بخاری،مسلم،مشکوٰۃ ص۵۵۳)

رافضی صحابہ کرام کو گالیاں دینے کے علاوہ اور بھی بہت سے کفری عقیدے رکھتے ہیں یہاں تک کہ ان میں کے بعض فرقے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کوخدااقرار دیتے ہیں۔ تفصیل کیلئے تحفہ اثناعشریہ دیکھیں۔

خارجی:

اس گروہ کو یزیدی بھی کہا جاتا ہے یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا

بھلا کہتے ہیں، نواسۂ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باغی قرار دیتے ہیں اور ان کی شان میں طرح طرح کی گستاخی اور بے ادبی کرتے ہیں اور یزید پلید جس نے کعبہ معظمہ اور روضہ منورہ کی سخت بے حرمتی کی، مسجد نبوی میں گھوڑے بندھوائے جن کی لید اور پیشاب منبر اقدس پر پڑے، ہزاروں صحابہ اور تابعین کو بے گناہ شہید کیا۔ مدینہ طیبہ کی پاکدامن پارسا عورتوں کو تین روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کیا اور جگر پارۂ رسول فرزند بتول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین دن بے آب و دانہ رکھ کر میدان کربلا میں پیاسا ذبح کیا اور پھر بعد شہادت ان کے تن نازنین پر گھوڑے دوڑائے گئے یہاں تک کہ ان کی ہڈیاں چکنا چور ہو گئیں۔ (دیکھئے فتاویٰ رضویہ جلد ۶ صفحہ ۱۰۷) مگر جس نے یہ سب کچھ کیا ایسے یزید خبیث کو یہ خارجی جنتی قرار دیتے ہیں اور اسے امیر المومنین و رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔[1]

وہابی دیوبندی:

اس گروہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جیسا علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے ایسا علم تو بچوں، پاگلوں اور جانوروں کو بھی ہے جیسا کہ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے کل علم غیب کا انکار کرتے ہوئے صرف بعض علم غیب کو ثابت کیا پھر بعض علم غیب کے بارے میں یوں لکھا کہ:

> اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔[2]

(حفظ الایمان ص ۸)

---

[1] یزید پلید کے جنتی ہونے کے بارے میں خارجی یزیدی جو بخاری شریف کی حدیث پیش کرتے ہیں اس کا تحقیقی جواب ہماری کتاب خطبات محرم ص ۳۴۵ پر دیکھیں۔ الامجدی۔

[2] نئے ایڈیشن میں یہ عبارت کچھ بدل دی گئی ہے لیکن سارے وہابی دیوبندی اسی پرانی عبارت کو صحیح مانتے ہیں لہٰذا صرف عبارت بدلنے سے ان کا کفر نہیں اٹھ جائے گا۔

اس گروہ کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخرالانبیاء نہیں ہیں۔ آپکے بعد دوسرا نبی ہوسکتا ہے جیسا کہ مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیو بند نے لکھا ہے کہ:

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ (تحذیر الناس ص ۳)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ کا یہ مطلب سمجھنا کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں یا ناسمجھ اور گنواروں کا خیال ہے اور آگے پھر یوں لکھا کہ:

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس ص ۲۸)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی پیدا ہوسکتا ہے۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔

اس گروہ کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ شیطان و ملک الموت کے علم سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم کم ہے۔ جو شخص شیطان و ملک الموت کیلئے وسیع علم مانے وہ مومن مسلمان ہے لیکن سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو وسیع اور زائد ماننے والا مشرک بے ایمان ہے جیسا کہ اس گروہ کے پیشوا مولوی خلیل احمد انبیٹھی نے لکھا کہ:

شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کے وسعت علم کی کون سے نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۵۱)

اور ان لوگوں کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے جیسا کہ تقویۃ الایمان ص ۷۹ پر لکھا ہے۔

مذکورہ بالا عقیدوں کے علاوہ اور بھی اس گروہ کے بہت سے کفری عقیدے ہیں۔ اس لئے مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ، ہندوستان، پاکستان، برما اور بنگلہ دیش کے سینکڑوں علمائے کرام ومفتیان عظام نے ان لوگوں کے کافر ومرتد ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ تفصیل کیلئے فتاویٰ **حسام الحرمین اور الصوارم الهندیه** کا مطالعہ کریں۔

وہابی غیر مقلد:

یہ گروہ اپنے آپ کو اہلِ حدیث کہلاتا ہے' جو وہابیوں دیوبندیوں کی ایک شاخ ہے۔ ان کے تمام کفریات میں شریک ہے اور یہ لوگ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی وغیرہ ائمہ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اور ان لوگوں کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، حضرت قطب الدین بختیار کاکی، حضرت فریدالدین گنج شکر، حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی، حضرت امام ربانی، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری اور حضرت مخدوم مہائمی وغیرہ سارے بزرگان دین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین گمراہ بدمذہب تھے اس لئے کہ یہ سب کے سب مقلد تھے اور کسی امام کی تقلید ان کے نزدیک گمراہی وبدمذہبی ہے۔

تبلیغی جماعت:

اس گروہ کے بھی سارے عقیدے وہی ہیں جو وہابیوں دیوبندیوں کے ہیں مگر یہ لوگ اہلسنّت وجماعت کو اپنا ہم عقیدہ بنانے کیلئے ازراہ فریب صرف کلمہ ونماز کا

نام لیتے ہیں اور جب کوئی سنی دھوکے سے ان کی جماعت میں شامل ہو کر ان کے ظاہری اعمال سے متاثر ہو جاتا ہے تو پھر یہ لوگ آسانی کے ساتھ اسے پکا وہابی دیوبندی بنا کر اللہ ورسول کی بارگاہ کا گستاخ بنا لیتے ہیں۔

مودودی جماعت:

یہ گروہ اپنے آپ کو جماعت اسلامی کہلاتا ہے یہ بھی وہابیوں، دیوبندیوں کی ایک شاخ ہے یعنی بنیادی طور پر دونوں ایک ہیں۔ اس کے علاوہ اس جماعت کے بانی ابوالاعلیٰ مودودی نے تمام انبیاء کرام خصوصاً حضرت نوح علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام یہاں تک کہ سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی و بے ادبی کی ہے۔

اور تمام صحابہ کرام خاص کر حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر نکتہ چینی کر کے ان کی توہین کی ہے اور رافضیوں کو خوش کرنے کیلئے صحابی رسول کاتب وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات پر ایسے الزامات لگائے ہیں کہ مسلمان تو مسلمان کافر بھی شرما جائے اور امہات المومنین حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو زبان دراز قرار دیا ہے۔

اور محدثین کرام، مجتہدین اعلام، فقہائے عظام، مجددین ذوی الاحترام اور ائمۂ اسلام خصوصاً حضرت امام غزالی، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی پر نکتہ چینی کر کے ان کی بے ادبی کی ہے۔ یہاں تک کہ قرآن کریم کے بارے میں لکھا کہ وہ نجات کیلئے نہیں بلکہ ہدایت کیلئے ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ جو شخص نجات چاہے وہ کوئی اور کتاب تلاش کرے۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ

تَعَالٰی۔

نوٹ: ابوالاعلیٰ مودودی کی ان ساری گستاخیوں اور بے ادبیوں کی تفصیل کتابوں کے نام اور ان کی جلد وصفحہ کے حوالوں کے ساتھ جاننے کیلئے کتاب ''جماعت اسلامی'' تصنیف حضرت علامہ ارشدالقادری قبلہ اور کتاب ''دو بھائی مودودی اور خمینی'' کا مطالعہ کریں۔

اللہ اور ملائکہ کی لعنت

چکڑالویت، قادیانیت، رافضیت، وہابیت، دیوبندیت اور غیرمقلدیت وغیرہ اہلسنّت وجماعت کے خلاف جتنے فرقے ہیں موجودہ زمانے کے زبردست فتنے ہیں۔ ہر پڑھے لکھے لوگوں پر عموماً اور عالموں وپیروں پر خصوصاً لازم ہے کہ وہ عوام اہلسنّت کو ان فتنوں سے آگاہ کریں اور سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق ان کے یہاں اٹھنے بیٹھنے سے روکیں اور ان کے یہاں شادی بیاہ کرنے سے سختی کے ساتھ منع کریں۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے اور کسی مصلحت سے خاموش رہیں گے تو اللہ تعالیٰ، اس کے ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت کے مستحق ہوں گے اور ان کا کوئی فرض ونفل قبول نہ ہوگا جیسا کہ حدیث شریف میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَاظَھَرَتِ الْفِتَنُ اَوْقَالَ الْبِدَعُ وَلَمْ یُظْھِرِ الْعَالِمُ عِلْمَہٗ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلَآئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۔ لَایَقْبَلُ اللّٰہِ مِنْہُ صَرْفًاوَّلَاعَدْلًا ۔

(صواعق محرقہ ص۲ الملفوظ ج۴ ص۴)

جب فتنے ظاہر ہوں اور ہر طرف بے دینی پھیلنے لگے اور ایسے موقع پر عالم دین اپنا علم ظاہر نہ کرے اور اپنی کسی مصلحت یا مفاد کی لالچ میں خاموش رہے تو اس پر اللہ کی اور تمام فرشتوں کی اور سارے انسانوں کی لعنت ہے۔ اللہ نہ اس کا فرض قبول

کرے گا اور نہ اس کا نفل۔

حضور کے راستہ پر نہیں

جو لوگ کہ مسلمانوں کو فتنوں میں پڑتے ہوئے دیکھ رہے ہیں کہ وہ بدمذہبوں اور مرتدوں کے یہاں شادی بیاہ کر کے گمراہ و مرتد ہو رہے ہیں اور اللہ و رسول کی بارگاہ کے گستاخ بن رہے ہیں مگر وہ لوگ قدرت کے باوجود عوام میں مقبولیت حاصل کرنے، زیادہ سے زیادہ آمدنی ہونے یا اور کسی مفاد کے پیش نظر خاموش رہتے ہیں اور ایسی زبردست برائی کی جس سے لوگ کفر و ارتداد میں مبتلا ہو جاتے ہیں منع نہیں کرتے وہ یقیناً حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راستہ پر نہیں ہیں جیسا کہ ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث شریف مروی ہے کہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا وَیَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۴۲۳)

جو مسلمان ہمارے چھوٹوں پر مہربانی نہ کرے، ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے، اچھی بات کا حکم نہ دے اور بری بات سے نہ روکے وہ ہمارے راستہ پر نہیں۔

اور ایسے لوگ نائب رسول نہیں صرف نام کے عالم ہیں۔ اس لئے کہ رسول لوگوں کو گمراہی و بدمذہبی سے بچانے اور ان کو صحیح راستہ پر چلانے کی فکر میں دن رات لگا رہتا ہے۔ لہٰذا جو عالم ان کے نقش قدم پر چلے اور ان کا راستہ اختیار کرے وہی نائب رسول ہے ورنہ دنیا کمانے کیلئے وہ صرف نام کا عالم ہے۔

سب سے کمزور ایمان والا

اچھی بات کا حکم دینا اور بری بات سے روکنا مسلمانوں پر واجب ہے جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

امر معروف و نہی منکر واجب است باجماع امت۔

اچھائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا واجب ہے۔ اس پر امت کا اجماع ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۷۳)

لہٰذا اگر کوئی ہاتھ اور زبان سے برائی نہ روک سکے اور صرف دل سے برا جانے تو وہ سب سے کمزور ایمان والا ہے جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف مروی ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۳۶)

جو شخص کوئی بات خلاف شرع دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روک دے اور اگر ہاتھ سے روکنے کی قدرت نہ ہو تو زبان سے منع کرے اور اگر زبان سے بھی منع کرنے کی قدرت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔

برائی نہ روکنے پر عذاب

بہت سے مسلمان اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ اگر لوگ برا کام کر رہے ہیں تو وہ اس کا جواب دیں گے۔ ہم سے کیا غرض؟ اور یہ سوچ کر وہ خاموش رہتے ہیں کچھ نہیں بولتے، بلکہ بعض لوگ تو برائی روکنے والے کی مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں

آپ سے کیا مطلب؟ حالانکہ اس برائی سے روکنا سب لوگوں پر لازم ہے۔ اگر قدرت کے باوجود نہیں روکیں گے تو سب پر عذاب نازل ہوگا جیسا کہ ابن عدی کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰـهَ لَایُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ حَتّٰی یَرَوُاالْمُنْکَرَ بَیْنَ ظَهْرَا فَیْهِمْ وَهُمْ قَادِرُوْنَ اَنْ یُّنکِرُوْهُ فَلاَ یُنکِرُوْا فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَذَّبَ اللّٰـهُ الْعَامَّةَ وَالْخَاصَّةَ ۔

(مشکوۃ ص۴۳۸)

اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو بعض لوگوں کے عمل کے سبب عذاب نہیں دیتا مگر جب کہ وہ اپنے درمیان برے کام ہوتے ہوئے دیکھیں اور اسے روکنے کی طاقت رکھتے ہوئے نہ روکیں۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو خدائے تعالیٰ عام اور خاص سب کو عذاب دے گا۔

یعنی اگر کچھ لوگ کوئی گناہ کریں تو اس کے سبب خدائے تعالیٰ دوسروں پر عذاب نہیں فرماتا لیکن برائی دیکھ کر چپ رہنا اور اسے نہ مٹانا ایسا گناہ ہے کہ اس کے سبب برائی کرنے والے اور چپ رہنے والے دونوں پر عذاب نازل فرماتا ہے۔ برائی کرنے والے پر برائی کے سبب اور چپ رہنے والوں پر چپ رہنے کے سبب۔

اور ترمذی شریف میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ اَوْلَیُوْشِکَنَّ اللّٰهُ اَنْ

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم ضرور اچھی باتوں کا حکم کرنا اور برے کاموں

يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَاباً مِّنْ عِنْدِهٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهٗ وَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ ۔ (مشکوۃ شریف ص ۴۳۶)

سے منع کرتے رہنا ورنہ عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر اپنے پاس سے عذاب بھیج دے گا۔ پھر تم اس سے دعا کرو گے تو تمہاری دعا قبول نہیں کی جائے گی۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

یعنی عذابہا و بلاہائے دیگر بدعا احتمال دفع دارند۔ اما عذابے کہ بر ترک امر معروف و نہی منکر نازل می گردد احتمال رفع نہ دارد و دعا دراں مستجاب نبود۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۷۵)

یعنی دوسرے عذاب اور مصیبتیں دعا سے دور ہو سکتی ہیں لیکن اچھی بات کا حکم دینا اور بری بات سے روکنا چھوڑ دینے کے سبب جو عذاب نازل ہوگا وہ دور نہیں ہوگا اور دعا اس کے بارے میں قبول نہ ہوگی۔

اور ترمذی و ابن ماجہ کی حدیث ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَأَوْا مُنْكَرًا فَلَمْ يُغَيِّرُوْهُ يُوْشِكُ اَنْ يَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابِهٖ ۔ (مشکوۃ شریف ص ۴۳۶)

لوگ جب کوئی برا کام دیکھیں اور اس کو نہ مٹائیں تو عنقریب خدائے تعالیٰ ان سب کو اپنے عذاب میں مبتلا کرے گا۔

اور ابوداؤد و ابن ماجہ کی حدیث ہے۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

مَا مِنْ رَجُلٍ يَّكُوْنُ فِيْ قَوْمٍ يَّعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِيْ

کسی قوم کا کوئی آدمی ان کے درمیان گناہ کرتا ہو اور وہ اسے روکنے کی طاقت

يَقْدِرُوْنَ عَلٰى اَنْ يُّغَيِّرُوْا عَلَيْهِ وَلَا يُغَيِّرُوْنَ اِلَّا اَصَابَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ بِعِقَابٍ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتُوْا ۔

رکھتے ہوں مگر نہ روکیں تو خدائے تعالیٰ ان سب پر عذاب بھیجے گا اس سے پہلے کہ وہ مریں۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۴۳۷)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں:

ازینجا معلوم می شود کہ بہ ترک دادن امر معروف ونہی منکر عذاب در دنیا م ہم برسد وعذاب آخرت باقی ست بخلاف گناہان دیگر کہ عقاب برآں در دنیا لازم نیست۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اچھی بات کے حکم دینے اور برائی سے روکنے کو چھوڑ دینے کے سبب دنیا میں بھی عذاب ہوگا اور آخرت میں بھی۔ بخلاف دوسرے گناہوں کے کہ دنیا میں ان پر عذاب لازم نہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ص ۱۷۷)

بیہقی شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَوْحَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنِ اقْلِبْ مَدِيْنَةَ كَذَا وَكَذَا بِاَهْلِهَا فَقَالَ يَارَبِّ اِنَّ فِيْهِمْ عَبْدَكَ فُلَانًا لَمْ يَعْصِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ قَالَ فَقَالَ اقْلِبْهَا عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ فَاِنَّ وَجْهَهٗ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِيَّ سَاعَةً قَطُّ ۔

خدائے تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ فلاں شہر کو جو ایسا اور ایسا ہے اس کے باشندوں سمیت الٹ دو۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار! ان باشندوں میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے ایک لمحہ بھی تیری نافرمانی نہیں کی۔ ہے۔ تو خدائے

تعالیٰ نے فرمایا میں پھر حکم دیتا ہوں کہ
اس پر اور کل باشندوں پر شہر کو الٹ دو۔
اس لئے کہ اس کا چہرہ گناہوں کو دیکھ کر
میری خوشنودی کیلئے ایک لمحہ بھی متغیر نہیں
ہوا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۳۹)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث شریف کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں۔ایں گناہ عظیم ست ولہٰذا انقدیم کرد عَلَيْهِ رابر عَلَيْهِمْ ۔یعنی گناہوں کو دیکھ کر خدائے تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے چہرہ کا رنگ نہ بدلنا بہت بڑا گناہ ہے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے عَلَيْهِ کو عَلَيْهِمْ پر مقدم کیا۔یعنی اس نیک بندے پر عذاب دینے کا حکم پہلے فرمایا اور گناہ کرنے والوں پر عذاب دینے کا حکم بعد میں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۸۲)

اور کسی کے چپ رہنے پر جبکہ لوگ یہ کہنے لگیں کہ فلاں تو اتنے بڑے عالم اور بزرگ ہیں مگر وہ کسی کو نہیں منع کرتے۔ایک آپ ہی ہیں روکنے اور منع کرنے والے۔کیا وہ عالم نہیں ہیں۔اگر یہ بات غلط ہوتی تو وہ بھی ضرور منع کرتے......اس صورت میں خاموش رہنے والے اور برائی کو دیکھ کر نہ روکنے والے پیر و مولوی اور زیادہ عذاب کے مستحق ہوں گے۔

طرح طرح کے فریب

آج کل اہلسنت و جماعت کے یہاں جلسے اور کانفرنسیں بہت ہوتی ہیں جن میں اکثر تقریریں صرف ڈرامائی اور رسمی ہوتی ہیں۔ایمان کے ڈاکو جس راستہ سے سنیوں کے گھروں میں گھس کر ان کے ایمان پر ڈاکہ زنی کر رہے ہیں اور سنیت کو بہت زبردست نقصان پہنچا رہے ہیں اس راستہ کو بند نہیں کرتے۔یعنی بدمذہبوں

کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے نہیں روکتے اور نہ ان کے یہاں شادی بیاہ کرنے سے منع کرتے ہیں بلکہ بعض مولوی اور پیر خود ہی ان کے یہاں رشتہ کر لیتے ہیں جسے سنی عوام سند بنا کر بدمذہبوں کے یہاں شادی بیاہ کرتے ہیں اور تھوڑے دنوں میں گھر کے گھر گمراہ و بدمذہب ہو جاتے ہیں۔

ان حالات میں اگر کہیں کوئی عالم دین اس برائی کے خلاف کچھ بولتا یا لکھتا ہے تو نصیحت قبول کرنے کے بجائے اس سے دشمنی کرتے ہیں اور طرح طرح کے فریب سے اس کی حق باتوں کا اثر زائل کر دیتے ہیں۔ لوگوں کو بہکاتے ہیں۔ نہ خود عمل کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو عمل کرنے دیتے ہیں۔

کہیں کوئی اس کی حق گوئی کو عیب جوئی قرار دیتا ہے اور الٹے اسی کو گنہگار ٹھہراتا ہے۔ جبکہ پوشیدہ عیبوں کو تلاش کرنا عیب جوئی ہے اور جو برائی علانیہ کی جاتی ہو اس کے خلاف بولنا حق گوئی ہے، عیب جوئی نہیں۔

اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ غیبت ہے حالانکہ جو برائی کوئی کھلم کھلا کرتا ہے اس کا لوگوں میں کرنا غیبت نہیں۔ فقیہ اعظم ہند حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

> جو شخص علانیہ برا کام کرتا ہو اور اس کو اس بات کی کوئی پروا نہیں کہ لوگ اسے کیا کہیں گے تو اس شخص کی اس بری حرکت کا بیان کرنا غیبت نہیں مگر اس کی دوسری باتیں جو ظاہر نہیں ہیں ان کو ذکر کرنا غیبت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے حیا کا حجاب اپنے چہرہ سے ہٹا دیا اس کی غیبت نہیں۔

(بہار شریعت حصہ ۱۶ بیان غیبت بحوالہ رد المحتار)

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ عرس میں عورتوں کو آنے سے کیوں نہیں روک

پاتے یعنی جب وہ عالم دین عرس میں عورتوں کو آنے سے روکنے پر کامیاب ہو جائے گا تب وہ بدمذہبوں اور مرتدوں سے رشتہ نہیں کریں گے ورنہ ان کے یہاں وہ برابر شادی بیاہ کرتے رہیں گے۔

بریں دین ودانش بباید گریست

اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ عالم بڑے حق گو ہیں تو آ کر عورتوں کو مزار سے ہٹائیں۔اے کاش! ایسے لوگ حق گوئی کا معنی جانتے اور اگر جانتے ہیں تو جاہل نہ بنتے کہ حق گوئی کا معنی ہے حق بات کہہ دینا اس کے معنی مزار سے عورت ہٹانا نہیں ہے۔

اور بعض لوگ یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ جب اس میں خود فلاں فلاں برائی پائی جاتی ہے تو وہ دوسروں کو برائیوں سے روکنے کا حق نہیں رکھتا۔ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس پر دو چیزیں واجب ہیں۔خود برائیوں سے بچنا اور دوسروں کو بچنے کی تاکید کرنا۔تو ایک واجب کے چھوٹنے سے دوسرے واجب کا چھوڑنا جائز نہیں۔

محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

در وجوب امر بمعروف شرط نیست کہ آمر خود نیز فاعل باشد۔ و بے آں نیز درست ست زیرا کہ امر کردن نفس خود را واجب ست۔ وامر کردن غیر واجبے دیگر۔ اگر یک واجب فوت شود ترک واجب دیگر

امر بالمعروف کے واجب ہونے میں خود آمر کا بھی عامل ہونا شرط نہیں بلکہ بغیر عمل بھی امر بالمعروف جائز ہے۔ اس لئے کہ اپنے آپ کو امر بالمعروف کرنا واجب ہے اور دوسرے کو امر بالمعروف کرنا دوسرا واجب ہے۔ اگر

جائز نباشد۔ وآنکہ واقعہ شدہ کہ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ برتقدیر تسلیم کہ ورود آں دار امر معروف و نہی منکر باشد مراد زجر و منع از نا کردن ست نہ از گفتن۔

(اشعۃ اللمعات ج۴ ص۱۷۳)

ایک واجب چھوٹ جائے تو دوسرے واجب کا چھوڑنا ہرگز جائز نہ ہوگا۔ اور وہ جو قرآن مجید پارہ ۲۹ میں لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ آیا ہے اگر اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں تسلیم بھی کرلیا جائے تو عمل نہ کرنے پر زجر و توبیخ مراد ہے نہ کہنے پر۔

اور پھر تحریر فرماتے ہیں:

دیگراں را امر و نہی کردن و خود بداں عمل نمودن موجب عذاب ست۔ وایں بجہت عمل نمودن ست نہ بجہت امر و نہی کردن کہ اگر ایں را ہم نہ کند مستحق تر می گردد آنرا بترک دو واجب۔

(اشعۃ اللمعات ج۴ ص۱۷۵)

دوسروں کو امر و نہی کرنا اور خود اس پر عمل نہ کرنا موجب عذاب ہے لیکن یہ عذاب عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہے امر و نہی کی وجہ سے نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر امر و نہی بھی نہیں کرے گا تو دو واجب ترک کرنے کے سبب اور زیادہ عذاب کا مستحق ہوگا۔

پھر کوئی معقول آدمی یہ بات ہرگز نہیں کہے گا کہ میں حق بات اس لئے نہیں قبول کروں گا کہ اس کا پیش کرنے والا خود اس پر نہیں چل رہا ہے۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی لوگوں سے حفظان صحت کے اصول بیان کرے اور سننے والے دیکھیں کہ یہ شخص خود حفظان صحت کے اصولوں پر عمل نہ کرنے کے سبب اپنی صحت برباد کر رہا ہے۔ تو وہ لوگ یہ نہیں کہہ سکتے کہ تم خود چونکہ ان اصولوں پر عمل نہ کرنے کے سبب اپنی صحت خراب کر رہے ہو۔ اس لئے ہم حفظان صحت کے یہ

اصول قبول نہ کریں گے۔ البتہ جسے عقل سے کوئی حصہ نہ ملا ہو وہ ایسی بات کرسکتا ہے۔

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

گفت عالم بگوش جاں بشنو ورنماند بگفتنش کردار

باطل ست آنکہ مدعی گوید خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

مرد باید کہ گیرد اندر گوش ورنبشت ست پند بر دیوار

دعا ہے کہ خدائے عزوجل سارے مسلمانوں کو اپنے محبوب پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام و بزرگان دین کی سچی محبت عطا فرمائے اور ان کے دشمنوں سے دور رہنے کی توفیق رفیق بخشے۔

آمِیْن بَجَاہِ حَبِیْبِکَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ سَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ۔

تمت

بِعَوْنِہٖ تَعَالٰی ثُمَّ بِعَوْنِ رَسُوْلِہِ الْاَعْلٰی جَلَّ جَلَالُہٗ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

جلال الدین احمد امجدی

۱۲ ربیع الآخر ۱۴۱۰ھ

۱۲ نومبر ۱۹۸۹ء

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ

عقائد اہل سنت اور تعلیمات اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی ترویج و اشاعت میں جن بزرگانِ دین کی خدمات جلیلہ تاریخ کے اوراق میں سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل میں اِن میں ایک نام حضرت فقیہ ملت مفتی اہلسنّت علامہ جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ آپ کا شمار اکابر علمائے اہلسنّت میں ہوتا ہے۔

حضرت فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی کے بارے میں حضرت فقیہ اعظم ہند مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میرے برادر خواجہ تاش فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی صاحبِ علم و فضل، خشیت و تقویٰ، اتباع شریعت میں یگانہ عصر ہیں۔ ان سب خوبیوں میں سب سے بڑی خوبی اور کمال یہ ہے کہ وہ دینی معاملے میں نہ مداہنت کرتے ہیں اور نہ کسی بڑے سے بڑے شخص سے مرعوب ہوتے ہیں اور نہ ناقدین کی بے جا تنقید کی پرواہ کرتے ہیں''۔ آپ ہندوستان کے صوبے یوپی کے شہر ضلع بستی کے ایک قصبے اوجھا گنج میں ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء میں پیدا ہوئے آپ نے اپنے والد ماجد کی خواہش کے پیش نظر علومِ دینیہ کی تحصیل کی جانب توجہ مبذول فرمائی اور ۱۹۴۴ء میں صرف ۱۰ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کرلیا اور پھر مزید تعلیم کے لئے مدرسہ التفات گنج تشریف لے گئے اور وہاں کے مدرسہ کا نصاب مکمل کرنے کے بعد ناگپور میں حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اُن دنوں مدرسہ شمس العلوم میں مدرس تھے۔ گھریلو پریشانیوں اور نامساعد حالات کے باوجود تعلیم جاری رکھی اور بالآخر ۲۴ رشعبان ۱۳۷۱ء مطابق ۱۹ رمئی ۱۹۵۲ء کو حضرت علامہ ارشد القادری نے آپ کو سند فراغت عطا فرما کر دستار بندی فرمائی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد حضرت فقیہ مت مختلف مدارس میں تدریس

کے فرائض سرانجام دیتے رہے پھر حضرت شعیب الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے طلب فرمانے پر دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف آ گئے اور مسلسل ۴۱ برس دارالعلوم فیض الرسول میں تدریس کے فرائض باحسن وخوبی سرانجام دیئے۔ بالآخر ناسازی طبع کے باعث ۱۲ر شعبان ۱۴۱۶ھ کو مستعفی ہو کر اپنے آبائی وطن اوجھا گنج تشریف لے آئے‘ جہاں آپ نے دارالعلوم امجدیہ ارشد العلوم قائم فرمایا تھا۔ وہاں تعلیم کا سلسلہ جاری فرمایا۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ جہاں آپ اچھے مدرس تھے وہیں بہترین فقیہ اور مفتی بھی تھے۔ آپ نے ۲۴ر صفر المظفر ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۷ء کو ۲۴ سال کی عمر میں پہلا فتویٰ تحریر فرمایا اور پھر تادمِ واپسی فتویٰ نویسی کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔ فتویٰ نویسی کے علاوہ آپ نے عوام اہلسنّت کے لئے قابلِ قدر تصانیف کا ذخیرہ چھوڑا جن میں سے چند درج ذیل ہیں: ۱- فتاویٰ فیض الرسول ۳ جلد‘ ۲- خطباتِ محرم‘ ۳- غیر مقلدوں کے فریب‘ ۴- بزرگوں کے عقیدے ۵- اسلامی تعلیم چار حصے‘ ۶- احکامِ نیت‘ ۷- حج وزیارت‘ ۸- انوارِ شریعت‘ ۹- علم اور علماء ۱۰- سیّد الاولیاء رفاعی رحمۃ اللہ‘ ۱۱- معارف القرآن‘ ۱۲- باغِ فدک اور حدیث قرطاس‘ ۱۳- گلدستہ مثنوی‘ ۱۴- محققانہ فیصلہ‘ ۱۵- ضروری مسائل‘ ۱۶- انوار الحدیث‘ ۱۷- عجائب الفقہ‘ ۱۸- تعظیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم‘ ۱۹- اسرار مثنوی‘ ۲۰- گلزار مثنوی‘ ۲۱- اور زیر نظر کتاب بدمذہبوں سے رشتے وغیرہ۔

چونکہ آپ کو علم فقہ سے خصوصی لگاؤ تھا۔ اس لیے آپ نے بیعت کا شرف بھی فقیہہ اعظم خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ امجد علی اعظمی صاحب بہارِ شریعت سے حاصل کیا۔ نیز ۱۴۱۲ھ میں حضور احسن العلماء رحمۃ اللہ سے عرس قاسمی کے موقع پر آپ کو خلافت بھی عطا فرمائی۔ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کی طرف سے ۲۸ر اکتوبر ۱۹۹۲ء کو حضرت کو قبلہ عالم ایوارڈ سے نوازا گیا اور پھر رضا اکیڈمی بمبئی نے مسلک کی خدمات کے پیش نظر آپ کو ۷ر فروری ۱۹۹۸ء کو امام احمد رضا ایوارڈ پیش کیا۔

آپ نے ۲۳ر اگست ۲۰۰۱ء کو ساڑھے بارہ بجے رات اوجھا گنج میں وفات پائی اور اپنے مدرسہ جامعہ امجدیہ ارشد العلوم میں دفن ہوئے۔

ادارہ

انباء المصطفیٰ

ذبیح کا معنی اور مسئلہ درود

حضرت ضیاء الدین مدنی

علمائے شام کی نظر میں